اصلاحات حجاز

اسماعیل غزنوی
(امرتسر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں نے پچھلے دنوں استقلال حجاز کے نام سے جو رسالہ لکھا تھا۔ اس میں ان تمام دروغ بافیوں اور افترا پردازیوں کے مسکت، دندان شکن اور قاطع جواب دیئے تھے۔ جو سلطان ابن سعود اور دولت اسلامیہ نجد و حجاز کے دیرینہ دشمن یا غیر مسلم استعمار پرستوں کے خفیہ کارندے یا شریف حسین اور اس کے بیٹوں کی ناکامیوں اور نامرادیوں کے عزادار موجودہ حکومت حجاز کے خلاف پھیلا رہے ہیں، دنیا بدل گئی، زمانہ منقلب ہوگیا۔ اسلام کے ارضی مرکز کی فضا قرنوں کی تیرگی اور غبار آلودگی کے بعد ایک مرتبہ پھر صاف ہوگئی۔ اور اس کی وسعت میں دوبارہ اس روح افزا نور کی کرنیں رقصاں نظر آنے لگیں جس نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر حجاز و عرب کے کوکب تقدیر کو عرش پر پہنچا دیا تھا اور کائنات انسانیت کی روحوں کے سیہ خانہ کو بقعہ نور بنا دیا تھا۔ سلطان بن سعود کی حکومت حجاز ایک تاریخی حقیقت بن چکی ہے۔ آزادی عرب کے خواب پریشاں کی تعبیر کے سینکڑوں راستے کھل گئے ہیں۔ لیکن بدباطنوں کا ایک گروہ ابھی تک مصروف فتنہ پردازی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے اور اس کے پہلو کو اسلام و عرب کے سچے درد و احساس سے بہرہ اندوز سعادت کرے۔

"استقلال حجاز" محض دشمنوں کی غلط بیانیوں کا ایک اجمالی جواب تھا لیکن موجودہ حکومت حجاز کے محاسن و فضائل کے اور بھی بہت سے مرقع ہیں جن سے عام مسلمان ابھی تک بوجہ احسن روشناس نہیں ہو سکے۔ لہٰذا میرے دل نے "استقلال حجاز" کی ترتیب و تسوید کے دوران ہی میں فیصلہ کر لیا تھا کہ ان فضائل و محاسن کو بھی اختصار و ایجاز کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دوں تاکہ میرے عام بھائی گمراہوں کی فریب کاریوں اور فتنہ پردازیوں سے بچ سکیں اور اپنے دینی مرکز کی حقیقی حالت سے آگاہ ہو سکیں موجودہ رسالہ میری اسی خواہش و آرزو کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ناچیز سعی کو مشکور کرے۔ آمین ثم آمین۔

حجاز کی سابقہ حالت

جلالۃ الملک سلطان ابن سعود نے گذشتہ دو سال کی مدت میں حجاز میں شاندار اصلاحات کا جو عظیم الشان کام انجام دیا اس کی حقیقی حیثیت کا اندازہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ان اصلاحات سے پیشتر کے حجاز کی تصویر نہ کھینچ دی جائے۔ لیکن اس کی تفصیلی کیفیت بیان کرنے کے لئے دفاتر مطلوب ہیں۔ اختصاراً اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ سرزمین مقدس حجاز ہر اعتبار سے جاہلیت کے زمانے کا رنگ اختیار کر چکی تھی۔ عام لوگ اسلام اور اس کی روح سے بے بہرہ ہو چکے تھے۔ ہر سمت بدنظمی، لوٹ مار، قتل وخون اور ہتک عزت وآبروریزی کا دور دورہ تھا۔ شہری آبادی تعیش اور بداخلاقیوں کے وہ تمام مراحل طے کر چکی تھی، جو آج کل کے تمدن کا لازمہ وخاصہ سمجھے جاتے ہیں۔ وہ بدو جن کے آبا واجداد خدا کے آخری پیغام سے روح ایمان حاصل کر کے مشرق ومغرب کی ہدایت ورہنمائی کے تاجدار بن گئے تھے۔ اسلام کے عام اوامر ونواہی سے بھی بالکل بے بہرہ ہو چکے تھے حتیٰ کہ انہیں نماز تک بھول گئی تھی جو دین کا ستون اور کفر واسلام کے درمیان آخری حدفاصل ہے۔ جانوں، مالوں اور آبروؤں کا احترام یکسر ناپید تھا۔ حاجیوں کے قافلے لوٹے جاتے تھے۔ زائرین حرمین بیدردانہ قتل کئے جاتے تھے۔ ہر سمت خطرہ، ہر طرف خوف، ہر جانب پریشانی وسراسیمگی تھی۔ کوئی نظام حکومت نہ تھا۔ راستے، سڑکیں ناپید، انتظام حمل ونقل غائب اونٹوں اور چھوٹے چھوٹے سفروں میں گدھوں کے سوا سواری کا کوئی انتظام نہ تھا۔ حفظان صحت سے بے پروائی برتی جاتی تھی۔ ڈاکٹر اول تو تھے ہی نہیں، جو تھے وہ صرف چند امرا واشراف کی خدمت پر کفایت کرتے تھے۔ عام لوگ سخت تکلیفیں اٹھاتے تھے۔ حج کے مواقع پر عموماً ہیضہ یا کوئی دوسری وبا پھوٹ پڑتی تھی۔ پانی کا انتظام نہائت ناقص تھا اشیاء خوردونوش عموماً گراں رہتی تھیں حج کا موسم اہل حجاز کے لئے روپیہ کمانے کا سب سے اچھا وقت ہوتا تھا۔ لہذا جو شخص فریضہ الٰہی کی بجا آوری کے لئے سرزمین حجاز میں پہنچ جاتا تھا، اسے ہر ممکن ذریعے سے اخذ وسلب کا تختہ مشق بنایا جاتا تھا گرانقدر ٹیکس، گرانبہا مصارف، جان کا خطرہ، قدم قدم پر بدوؤں کا بگڑنا اور روپے وصول کر کے ظاہراً راضی ہونا معلموں اور مطوفوں کی لوٹ، غرض ایک عام بدنظمی تھی جو ہر مقام پر رائج تھی۔

ترکی حکومت

ترکوں نے کئی سو سال تک جاہ وجلال کے ساتھ حکومت کی اور اس سے کسی کو انکار نہیں کہ وہ حجاز کی خدمت پر کافی روپیہ صرف کرتے رہے۔ لیکن افسوس کہ یہ روپیہ عموماً بُرے رنگ میں صرف ہوتا رہا۔ مثلاً بدوؤں کو رشوت دے کر رستوں کو عارضی طور پر محفوظ کرانے میں اشراف وشیوخ قبائل کو وظیفے دینے میں جو حقیقتہً وظیفے لے کر شرارتیں برپا کرتے رہتے تھے۔ ترک تعلیم کا کوئی قابل ذکر نظام قائم نہ کر سکے اور نہ ان کے عہد میں حجاز میں کوئی منظم حکومت بن سکی۔

شریفی عہد

شریف حسین نے بغاوت کی تو حالات اور بھی خراب ہو گئے۔ اس شخص نے ذاتی حرص وہوس کے جنون میں رہا سہا کام بھی بگاڑ دیا تا آنکہ خود حدود حرمین کے اندر بھی مامونیت ناپید ہو گئی۔ عوالی، قبا، بئر علی، احد وغیرہ مقامات، مدینہ منورہ کے مضافات میں داخل ہیں اور اہل مدینہ کے باغات، مکان، اور کھیت انہی مضافات میں ہیں۔ ان میں سے ایک مقام بھی شہر مدینہ سے تین چار میل سے زیادہ فاصلے پر واقع نہیں۔ لیکن میرے ایک عزیز دوست نے جو ۱۹۲۵ء میں حجاز گئے تھے۔ نہائیت معتبر اور ثقہ آدمیوں کی زبانی سنا کہ وہ جب کبھی اپنے کھیتوں اور باغوں میں جانے کا ارادہ کرتے تھے تو پانچ پانچ چھ چھ آدمیوں سے کم تعداد میں شہر سے باہر نہیں نکلتے تھے اور پستول وغیرہ بھر کر ساتھ رکھتے تھے۔ ورنہ نہائیت بیدردی کے ساتھ لوٹے اور قتل کئے جاتے تھے۔ بلکہ بعض آدمی ایسے بھی ملے جو چھ چھ سال سے شہر سے باہر نہیں نکلے تھے۔ مکہ اور مدینہ کے راستے میں جو قبائل آباد ہیں۔ وہ ہر قافلے کو عموماً روک لیتے تھے اور جب تک فی حاجی ایک مقررہ رقم وصول نہیں کر لیتے تھے کسی کو آگے نہیں بڑھنے دیتے تھے۔

اخلاقی حالت

اخلاقی حالت کا مفصل خاکہ پیش کرنا مشکل ہے۔ ہر مقام پر فحش کاری کا بازار گرم تھا جدہ میں "کوتو" نامی ایک آبادی صرف فحش کار عورتوں کے لئے مخصوص تھی۔ قمار بازی ہر جگہ ہوتی تھی، امرد پرستی کا مرض عام تھا، شراب ہر جگہ بکتی تھی۔ بلکہ انتہائی شرم وخجالت سے یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ خود مکہ معظمہ میں کشید ہوتی تھی۔ اس مقدس ومتبرک شہر میں متعدد مکانات فحش کاری کے مرکز تھے۔ یہاں تک کہ حضرت

خدیجۃ الکبریٰؓ کے روضہ کے مجاور کا سہ منزلہ مکان (واقع جنت المعلےٰ) جواب منہدم کردیا گیا ہے مکہ معظمہ کے بدمعاش مردوں اور بدمعاش عورتوں کی خاص ملاقات گاہ تھا۔ اور حرم کی حدود کے اندر اس مقدس مقام پر جہاں صدہا بزرگان دین اور اسلاف کرام آخری نیند سو رہے تھے۔ انتہائی دلیری کے ساتھ زنا کاری کی جاتی تھی۔ حکومت کا سارا ڈھانچہ اسلامی اخلاق اور اسلامی روح سے بے بہرہ آدمیوں کے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے ان فواحش کی روک تھام کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ بلکہ تمام چیزیں روبہ ترقی تھیں۔ مقابر پرستی، مشاہد پرستی، موالد پرستی اور اس نوع کے دوسرے اعمال کی نسبت میں کچھ عرض نہیں کرنا چاہتا۔ غریب اور ناواقف حاجی حجاز جاتے تھے اور معلمین و مطوفین روپے بٹورنے کی غرض سے انہیں جا بجا لئے پھرتے تھے۔ یہاں تک سنا جاتا ہے کہ ہر سال کوئی نہ کوئی نئی زیارت گاہ بنالی جاتی تھی تاکہ زیادہ روپیہ وصول ہوسکے۔ جاوا کے حاجیوں کے نام عموماً جاوی ہوتے ہیں۔ ان کے لئے عربی نام رکھنے کا ڈھونگ کھڑا کرلیا گیا تھا۔ اور ہر جاوی حاجی سے جدہ میں عربی نام رکھنے کے لئے تین تین چار چار پاؤنڈ وصول کئے جاتے تھے۔ مختصراً یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اسلام کا یہ سرچشمہ جو ساری دنیا کے اسلام کی آنکھ کا نور، اور ساری کائنات ارضی کے لئے ہدایت و رہنمائی کا چراغ تھا۔ عملی حیثیت سے اپنی ساری وقعت وعظمت کھوچکا تھا۔ اور رات دن اس کی بے حرمتی ہوتی تھی۔ شریف حسین کی حرص سلطنت کے باعث یہ خطہ مبارکہ بالواسطہ غیر مسلموں کے زیر اقتدار چلا گیا تھا۔ بعدازاں غیر مسلم کمپنیوں کو ٹھیکے دے دے کر اسے بلاواسطہ غیر مسلموں کے قبضے میں دے دینے کی ناپاک کوششیں شروع ہوگئیں۔ مثلاً حج کے موسم میں قربانی کی کھالوں کا ٹھیکہ ایک غیر مسلم کمپنی کو دینے کی تجویزیں ہو رہی تھیں۔ جدہ سے لیکر مکہ معظمہ تک ریلوی کی تعمیر کا اجارہ لارڈ انچکیپ کو دیا گیا تھا۔

جلالۃ الملک سلطان ابن سعود کا ظہور

یہ حالت تھی جب سلطان ابن سعود اس پاک مقام کی تطہیر کے لئے اُٹھے۔ ستمبر ۱۹۲۴ء میں طائف پر حملہ ہوا۔ یہ شہر دور وز میں مسخر ہوگیا۔ ایک ہفتے کے اندر نجدی عساکر مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ بعدازاں ایک طرف مدینہ منورہ کا محاصرہ کرلیا اور دوسری طرف جدہ کا محاصرہ ہوگیا۔ ۴ر دسمبر ۱۹۲۵ء کو مدینہ حوالہ ہوا اور ۱۹ر دسمبر ۱۹۲۵ء کو جدہ۔ ۸ر جنوری ۱۹۲۶ء کو اہل حجاز نے بہ طیب خاطر سلطان ابن سعود کو ملک الحجاز تسلیم کرلیا اور حرم محترم میں بروز جمعۃ المبارک رسم بیعت ادا ہوگئی۔ لہٰذا سمجھنا چاہئے کہ سلطان ابن سعود

کی عظیم الشان اصلاحات کا آغاز جنوری سنہ ۱۹۲۶ء سے ہوتا ہے اور آج اس پر پورے دو سال گذرے ہیں آئندہ صفحات میں جو کچھ بیان ہوگا یہ صرف دو سال کا کام ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ حقیقت بھی ملحوظ رکھنی چاہیئے کہ خطہ حجاز مالی اعتبار سے بہت کمزور ہے اور جدہ کی بندرگاہ کے محاصل کے سوا اس کی آمدنی کا اور کوئی قابل ذکر ذریعہ نہیں یہی آمدنی نظام حکومت کے قیام واجراء پر صرف ہوتی ہے اور اس سے بچا ہوا روپیہ اصلاحات پر خرچ ہو سکتا ہے۔ حاجیوں سے جو خاص رقم بنام حکومت وصول کی جاتی ہے وہ محض انتظامات حج کے لئے بہ مشکل کافی ہو سکتی ہے۔

عدیم النظیر امن

امن ہر منظم حکومت کا پہلا کام اور متمدن زندگی کی اساس و بنیاد ہے۔ سلطان ابن سعود کے لئے ضروری تھا کہ وہ سب سے پہلے حجاز میں امن قائم کرتے چنانچہ انہوں نے جنگ کے دوران ہی میں اس معاملہ پر خاص توجہ مبذول فرمائی جو جو قبیلے مطیع و منقاد ہوتے گئے سلطان ان کے شیوخ ورؤسا کو اپنے پاس بلا کر پابندی شریعت کے اقرار کے ساتھ ساتھ قیام امن کی بیعت لیتے گئے۔ اکثر قبائل سلطان کی شخصیت سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ انھوں نے بلا تامل اپنی حالت بدل لی اور سمجھ لیا کہ ابن سعود ایسے صدہا فرمانروا ان سے بیعتیں لے چکے ہیں۔ اور ان بیعتوں کی کبھی پروا نہیں کی گئی۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کے بعد بھی زائرین کے ایک قافلے کو لوٹ لیا۔ سلطان کو یہ اطلاع پہنچی تو آپ نے فوج کا ایک دستہ اس قبیلے کی سرکوبی کے لئے بھیج دیا۔ اور کہدیا کہ کوئی مہلک ہتھیار استعمال نہ کیا جائے۔ بلکہ ڈنڈوں سے کام لیا جائے۔ چنانچہ اس دستے نے غسفان والوں کو ایسی سزا دی کہ سب کو عبرت ہوگئی۔ اور اس ایک تادیب کے بعد حجاز کے طول و عرض میں عدیم النظیر امن قائم ہوگیا۔ یہاں تک کہ آج نجد کے سوا دنیا کا کوئی دوسرا حصہ حجاز کے امن کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ ایک وقت تھا جب ہزاروں آدمیوں کے قافلے میں دن کے وقت بھی کوئی شخص اپنی جان اور اپنے مال کو محفوظ نہیں سمجھتا تھا۔ اب یہ حالت ہے کہ اگر کسی اکا دکا مسافر کی اشرفیوں کی تھیلیاں بھی راستے میں گر جائیں تو کوئی شخص انہیں ہاتھ لگانے کی جرأت نہ کرے گا۔ اور سرکاری آدمی ان تھیلیوں کو اٹھا کر ارکان حکومت کے پاس پہنچاویں گے تاکہ انہیں مالک کے حوالے کر دیا جائے۔ ابھی کچھ زیادہ مدت نہیں گذری کہ ایک تاجر کا پندرہ ہزار روپیہ جدہ کے راستے میں گر گیا تھا جو اسے مکہ معظمہ پہنچنے پر صحیح سالم مل گیا اور گذشتہ دو سال کی مدت میں ایسی

صدہا مثالیں سامنے آچکی ہیں؎

موجودہ حالت

حجاز کا امن ایک ایسی حقیقت ثابت ہو کہ سلطان ابن سعود سے انتہائی اختلاف رکھنے والے لوگ بھی کھلے لفظوں میں اس کا اعتراف کر رہے ہیں۔ بدو اتنے درست ہوگئے ہیں کہ اب زائرین و مسافرین کے مال کے پاس بھی نہیں پھٹکتے۔ اور اگر کوئی چیز گر جائے تو خود اُٹھا کر مالک کے حوالے کر دیتے ہیں۔ سلطان کے ماتحت اب تک تین حج ہو چکے ہیں اور ان حجوں میں ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں آیا کہ کسی حاجی کی کوئی چیز ضائع ہوئی ہو یا کسی کو کوئی گزند پہنچا ہو صدیوں کی منظم اور قاہر حکومتیں آج تک اپنے مقبوضہ علاقوں میں امن کی وہ حالت پیدا نہیں کر سکیں جو سلطان نے انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں دو سال کے اندر حجاز میں پیدا کر دی ہے۔ اور لطف یہ کہ کہیں کوئی چوکی اور تھانہ نہیں بنایا۔ حجاز کا بہت بڑا حصہ خشک پہاڑوں سے مستور ہے اور تمام راستے وادیوں میں سے ہو کر جاتے ہیں جن کے دونوں طرف پہاڑ کھڑے ہیں۔ میدانی علاقے کے بجائے حجاز میں چوری اور قتل وخون زیادہ آسان ہے اور اس کا انسداد بیحد مشکل۔ لیکن سلطان ابن سعود نے خدا کے فضل سے بغیر خاص چوکیوں کے انتظام کے سارے حجاز کو یکسر امن کدہ بنا دیا ہے اور اس کی نظیر نجد کے سوا کہیں بھی نہیں مل سکتی۔ اگر سلطان گزشتہ دو سال کی مدت میں محض یہی ایک کارنامہ انجام دینے پر اکتفا کر لیتے تو یہ ان کے شرف و اجلال کے لئے بس کرتا تھا۔ اس لئے حجاز کی سرزمین میں بارہ سو سال کے بعد اپنی نوعیت کا پہلا موثر کارنامہ تھا۔ مگر سلطان کے کارناموں کا یہ محض ایک حصہ ہے۔ اور دوسرے حصے اس سے کم قابل فخر نہیں ہیں؎

مجلس تفتیش

یوں تو سلطان نے حجاز کے اندر قدم رکھتے ہی اپنی تمام قوتیں اس سرزمین کے حسن انتظام کے لئے وقف کر دی تھیں اور خدمت دین کے پُرشوق دعویٰ کا عملی ثبوت نہائت اعلیٰ پیمانے پر پیش کرنا شروع کر دیا تھا۔ لیکن اصلاح کے صحیح، منظم اور وسیع کام کا آغاز نجد سے امسال سلطان کی آمد پر ہوا۔ سلطان اس حقیقت کو مدت سے محسوس کر رہے تھے کہ حجاز میں دراصل کوئی نظام حکومت نہیں لیکن پرانے نظام کو دفعتہً توڑ کر نئے نظام کا اجرا کوئی آسان کام نہ تھا۔ علی الخصوص اس حالت میں کہ سلطان کے

پاس اس کے اجرا و نفاذ کے پورے سامان مہیا نہ تھے۔ مثلاً ان کے خزانہ میں کافی روپیہ نہ تھا۔ اور اچھے نظام کو چلانے کے لئے قابل، اصلح اور معتمد علیہ کارکن نہیں ملتے تھے کچھ عرصے تک تذبذب قائم رہا۔ اور پُرانے نظام کے عمل کی درستی پر توجہ کی گئی۔ لیکن یہ ایک بے سود کوشش تھی جس سے باوجود سعی بلیغ مطلوبہ نتائج کا پیدا ہونا محال تھا۔ انجام کار سلطان نے عام اصلاح اور تاسیس نظام جدید کا فیصلہ کر لیا اور اس کا نقشہ مرتب کرنے کے لئے ایک مجلس بنادی جس کا نام "لجنۃ التفتیش والاصلاح" قرار پایا اس مجلس کا وظیفہ یہ تھا کہ حکومت کے تمام شعبوں اور صیغوں کی جانچ پڑتال کر کے اصلاح کی تجاویز سلطان کے روبرو پیش کرے۔ مجلس مذکورہ نے کافی محنت و غور کے بعد جو مسودہ اصلاح مرتب کیا اس کے اہم حصے ذیل میں درج ہیں:۔

(۱) وہ اصلاحات جو تعلیم سے متعلق ہیں۔

(۲) وہ اصلاحات جو عدالتوں سے متعلق ہیں۔

(۳) وہ اصلاحات جو حفظان صحت سے متعلق ہیں۔

(۴) وہ اصلاحات جو محکمہ امور عامہ یا تعمیرات سے متعلق ہیں۔ حرم پاک کی توسیع، زمزم سے پانی نکالنے کا نیا انتظام نہر زبیدہ کی اصلاح سڑکوں کی تعمیر وغیرہ تمام امور اسی سلسلے میں داخل ہیں۔

(۵) دوسرے امور مثلاً ڈاک۔ تار۔ ٹیلیفون۔ لاسلکی وغیرہ محکموں کی اصلاحات۔

ان اصلاحات کی مجمل سی کیفیت علیحدہ علیحدہ بیان کی جاتی ہے۔

تعلیم

سلطان ابن سعود سے پہلے حجاز میں چند مدرسے ضرور موجود تھے مثلاً مکہ معظمہ کا سرکاری مدرسہ۔ جدہ کا مدرسہ۔ مدینہ منورہ کا مدرسہ۔ ان کے علاوہ بعض پرانی وضع کے مکاتب تھے بعض غیر سرکاری دینی درسگاہیں تھیں لیکن تعلیم کا کوئی باقاعدہ انتظام نہ تھا۔ سلطان نے مکہ معظمہ پہنچتے ہی تمام درسگاہوں کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ بہ نفس نفیس مختلف اوقات میں مختلف مدارس کا معائنہ کرتے رہے، اور ان کی مالی امداد فرماتے رہے، جدہ کی حوالگی اور نام نہاد ہاشمی حکومت کے قطعی خاتمہ کے بعد سلطان نے کئی روز تک مکہ معظمہ کے تمام چھوٹے بڑے مدارس کا معائنہ جاری رکھا۔ اور سب مدرسوں کو علیٰ قدر مراتب گراں قدر مالی امداد دیں بعد ازاں اطمینان کا سامان فراہم ہوتے ہی تعلیم کے لئے ایک باقاعدہ محکمہ قائم

کردیا۔ اور شام کے ایک قابل شخص کو اس محکمہ کا سربراہ بنادیا مجلس تفتیش نے اصلاحی مسودے میں عام دستور کے مطابق تعلیم کے تین درجے مقرر کئے ہیں۔ یعنی ابتدائی تعلیم۔ ثانوی تعلیم اور اعلےٰ تعلیم اور حجاز کی تمام سرکاری وغیر سرکاری درسگاہوں کے لئے ایک نصاب تعلیم کی پابندی لازم کردی ہے۔ یہ تجویز بھی پیش کی ہے کہ ملک کی استعداد، ضروریات، حاجات اور اہل ملک کی صحیح ذہنی و اخلاقی تربیت کے مقاصد کو ملحوظ رکھتے ہوئے جدید کتابیں تصنیف کی جائیں یا ترجمہ کرائی جائیں۔ دوسرے ممالک کی مطبوعات کو اندھا دھند داخل نصاب نہ کیا جائے۔ ایک "مجلس معارف" بنادی گئی ہے جو ۲۲۔ ارکان پر مشتمل ہوگی۔ سارا محکمہ تعلیم اس مجلس کی نگرانی میں رہے گا۔ جابجا نئے مدرسے کھل رہے ہیں۔ نیا نصاب مرتب ہو رہا ہے۔ بصرہ وشام سے لائق مدرس طلب کئے جارہے ہیں۔ بدوی قبائل بہ حالت موجودہ باقاعدہ مدارس سے مستفید نہیں ہوسکتے۔ ان کے خاص حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے علیحدہ تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے جو نجد کے بدوی معلموں کے ذریعہ سے دی جائے گی۔ اس وقت تک اکثر بدوی قبائل میں تعلیم کا انتظام مکمل ہوچکا ہے۔ یقین ہے کہ انشاء اللہ دو چار سال کے بعد حجاز کا بہت بڑا حصہ جہالت کی تیرگی سے نکل کر علم کی روشنی میں آجائے گا۔ قبائل کے لئے دو قسم کے معلمین کا انتظام فرمایا گیا ہے جنہیں اصلاح حجاز میں "مرشدین" اور "معلمین" کہا جاتا ہے۔ مرشدین کا کام یہ ہے کہ قبائل کو دینی تعلیم دیں، قرآن شریف پڑھائیں نماز سکھائیں، دوسرے مذہبی فرائض و واجبات سے آگاہ کریں اور انھیں حقیقی معنوں میں مسلمان بنائیں۔ معلمین قبائل کے بچوں کو تعلیم دیں گے۔

سلطان نے تعلیمی دستور العمل کے متعلق جو فرمان صادر کیا ہے اس میں صاف طور پر واضح کردیا گیا ہے کہ کوئی معلم یا درسگاہ مجلس معارف کے مقررہ نظام سے انحراف کی مجاز نہ ہوگی۔ ہر جگہ مجلس مذکورہ کے مقررہ علوم کی تعلیم دی جائے گی۔ حجاز کی تمام درسگاہیں اس مجلس کے ماتحت ہوں گی۔ خانگی تعلیم مجلس کی اجازت کے بغیر نہ دی جاسکے گی۔ تعلیمی لائحہ میں مندرجہ ذیل اصول ملحوظ رکھے جائیں گے:

(۱) تعلیم کی غرض ایک ہو۔

(۲) ساری تعلیم ایک نظام کے ماتحت رہے۔

(۳) ابتدائی تعلیم کو بتدریج جبری کردیا جائے۔

(۴) غریبوں سے فیس وغیرہ نہ لی جائے یعنی ان کے لئے ساری تعلیم مفت ہو۔

(۵) مسجد الحرام کی تعلیم ایک ضابطہ کے ماتحت ہو۔

(۶) مدرسوں کی قابلیت کا معیار مقرر کر دیا جائے۔

(۷) مدارس کی نگرانی اور معائنہ کے لئے مفتش یا انسپکٹر مقرر کئے جائیں۔ اور وہ اپنی روداد یں وقتاً فوقتاً مجلس معارف کے روبرو پیش کرتے رہیں۔

ریاض کا دینی کالج

اس سلسلے میں شائد یہ ذکر بے محل ہوگا کہ سلطان نے ریاض (دار الحکومت نجد) میں بھی ایک بلند پایہ کالج کھول دیا ہے اس کالج میں حدیث اور علوم دینی کی تعلیم کا نہائت عمدہ انتظام ہے لیکن علوم حاضرہ سے بھی بے پروائی نہیں برتی گئی۔ یہاں سے جو لوگ تعلیم پاکر نکلیں گے وہ دور حاضر کی ضرورت کے مطابق دینی عالم ہوں گے۔ اس کالج کے ساتھ ایک شبینہ درسگاہ بھی ہے جس سے عام لوگ حدیث وغیرہ کا درس لیتے ہیں۔ ایک مطبع ہے جس میں نادر اور کمیاب کتابوں کی طباعت کا کام ہوگا۔ ایک وسیع کتب خانہ ہے جس سے علماء اور معلمین بہت فائدہ اُٹھا سکیں گے۔ کالج کے تمام مصارف، طلباء کے کھانے پینے، پہننے اور رہنے کے تمام اخراجات اُستادوں کے مکانات اور تنخواہوں کے انتظام، غرض سب کچھ سلطان نے اپنے ذمہ لیا ہے اور اپنی ذاتی جائداد سے یہ تمام مصارف ادا فرماتے ہیں وہ وقت دور نہیں جبکہ یہ کالج عالم اسلام میں دینی تعلیم کا بہترین مرکز بن جائے گا۔ حضرت سلطان کو اس کی ترقی و توسیع کے ساتھ خاص دلبستگی ہے۔

یہ درسگاہ ہر اعتبار سے قابل قدر ہے۔ یہ حالت موجودہ بھی اس میں طلبا کی تعداد کسی بڑی ہندوستانی درسگاہ سے کم نہیں۔ اور انہیں جو تعلیم دیجاتی ہے۔ وہ صحیح اصول اور صحیح بنا پر مبنی ہے۔ اور بدعت کے شوائب سے بالکل پاک ہے۔

طلبا یورپ بھیجے جا رہے ہیں

علاوہ بریں جدید علوم وفنون کی تعلیم کے لئے لوگوں کو یورپ بھیجنے کا بندوبست بھی مکمل ہو چکا ہے۔ چنانچہ ایک حجازی ڈاکٹر کو جراحی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے پیرس بھیجا گیا ہے۔ ڈاک کے محکمے کے چار آدمی اس وقت ٹیلیفون اور ڈاک کا کام سیکھنے کے لئے بیت المقدس گئے ہوئے ہیں ۱۴ حجازی

طلباء اس وقت شام و مصر کے مدارس میں ثانوی تعلیم کی تکمیل کر رہے ہیں۔ اس تکمیل کے بعد انہیں حکومت کے خرچ پر مختلف فنون کی تکمیل کے لئے یورپ بھیج دیا جائے گا۔ اس سلسلے میں اور بہت سے طلباء کو باہر بھیجنے کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔

عدالتی نظام

تعلیم کی طرح حجاز میں عدالتوں کا نظام بھی اتنا برا اور لغو تھا کہ کسی متمدن ملک کا کوئی باشندہ اس نظام کو "نظام" کہہ ہی نہیں سکتا تھا۔ مقدمات کے فیصلے میں بہت تاخیر ہو جاتی تھی۔ اور دادخواہوں کو اتنی پریشانیاں اُٹھانی پڑتی تھیں کہ وہ عدالتوں کی طرف رجوع کرنے کا حوصلہ ہی نہیں کرتے تھے۔ اب مجلس تفتیش کے مسودہ اصلاح کے مطابق فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ حجاز میں تین قسم کی عدالتیں قائم کر دی جائیں۔

(۱) عدالتہائے خفیفہ جن میں چھوٹے چھوٹے مقدمات کا فیصلہ ہو گا۔ مثلاً تیس پاؤنڈ تک کے دیوانی مقدمات یا غیر سنگین سزاؤں کے فوجداری مقدمات ان مقدمات کے فیصلوں کی اپیل ایسی صورت میں ہو سکے گی جبکہ وہ ظواہر شرع کے خلاف ہوں گے۔

(۲) شرعی عدالتہائے عالیہ۔ یہاں تمام مقدمات کی سماعت کریں گی جو عدالتہائے خفیفہ کے دائرہ اختیار سے باہر ہوں گے۔ ان کے فیصلے قاضیوں کے اتفاق یا اکثریت سے صادر ہوں گے۔

(۳) بدوی عدالتیں۔

اول الذکر دو عدالتیں مکہ، جدہ اور مدینہ میں قائم ہوں گی۔ عدالتہائے خفیفہ میں ایک ایک قاضی یا جج ہو گا اور عدالتہائے عالیہ میں تین تین۔ تیسری قسم کی عدالتیں محض بدوی قبائل کے مقدمات کے لئے بنیں گی اور ان کے مراکز حسب صواب دید مقرر کئے جائیں گے۔ محکمہ تعلیمات کی طرح محکمہ عدل کی نگرانی کے لئے بھی ایک مجلس مقرر کی گئی ہے جس کا ایک صدر ہو گا۔ ایک سکرٹری اور تین ارکان، اس مجلس کے وظائف یہ ہیں:-

(۱) حدود شرعیہ کی نگہداشت۔

(۲) کسی فریق کی درخواست کے مطابق مالی مقدمات پر نظر ثانی۔

(۳) کم سن بچوں کے حقوق اور احوال اوقاف کی نگرانی۔

(۴) امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔

(۵) جن مسائل کا تعلق شرعی عدالتوں سے نہیں ان میں فتویٰ صادر کرنا؛

(٦) عدالتہائے عالیہ کے قاضی اگر کسی معاملہ میں باہم اختلاف کریں تو انہیں مشورہ دینا؛

اس سلسلے میں یہ طے کر دیا گیا ہے۔ کہ ہر فیصلے کے صدور کے بعد پانچ روز کے اندر اندر اس کا نفاذ ہو جائے۔ اور قاضی یا جج اوقات مقررہ عدالت میں لوگوں سے نجی کی ملاقاتیں نہ کریں اپیل کی انتہائی مدت بیس روز مقرر کی گئی ہے۔ اس امر کا خاص اہتمام کیا گیا ہے کہ مقدمات کے فیصلے میں تاخیر نہ ہو۔ مکہ معظمہ کی عدالتوں کے قاضی مقرر ہو چکے ہیں نیز مجلس نگرانی کے ارکان کا تقرر عمل میں آچکا ہے؛

مجلہ احکام شرعیہ

عدالتی اصلاحات کے سلسلے میں سب سے بڑا کام "مجلہ احکام شرعیہ" کی ترتیب ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ ائمہ اربعہ کی فقہوں میں اختلاف کے باعث مقدمات کے فیصلے آسان نہیں ہیں۔ علی الخصوص ان ممالک میں جہاں چاروں مذاہب کے پیرو موجود ہیں۔ سلطان اس بات کو قطعاً روا نہیں رکھتے کہ عدالت کو کسی ایک مذہب کی پابندی سے مقید کر دیا جائے اس لئے کہ اس طرح دوسرے مذاہب کے پیرووں کے ساتھ بے انصافی کا پہلو نکلتا ہے۔ لہٰذا فیصلہ کیا گیا ہے کہ حجاز کی عدالتیں کسی ایک مذہب سے مقید نہ ہوں اور مقدمے کا فیصلہ فریقین کی حالت کے مطابق کیا جائے مذاہب اربعہ کے زیادہ سے زیادہ مستند اور ضروریات زمانہ کے مطابق احکام لے لئے جائیں اور انہیں کی بنا پر عدالتیں کام کریں مگر موجودہ زمانے میں ایسے قضاۃ کا ملنا مشکل ہے جو بیک وقت چاروں مذہبوں کے ماہر ہوں۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ ایک ایسا مجموعہ قوانین مرتب کر دیا جائے جو مذاہب اربعہ کے تمام متفق علیہ، مستند اور مناسب زمانہ احکام کا جامع ہو۔ اس مقصد کے لئے سلطان حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی فقہ کے مشہور علماء کی ایک مجلس مرتب کرنے والے ہیں۔ جو مجموعہ مرتب کرے گی۔ اس کا نام مجلہ احکام شرعیہ ہوگا؛

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

حجاز اسلام کا مرکز ہے۔ سلطان ابن سعود خالص مذہبی آدمی ہیں ان کی حکومت اسلامی حکومت ہے اس لئے وہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر بہت زیادہ توجہ کی گئی ہے۔ اس کے لئے ایک مستقل مجلس بنا دی گئی ہے جس کا مرکز مکہ معظمہ میں ہے۔ اور شاخیں۔ جدہ، مدینہ، طائف ینبوع وغیرہ توابع و ملحقات میں ہیں۔ یہ مجلس درحقیقت نظام عدالت کا ایک جزو ہے مرکزی مجلس دس ارکان پر مشتمل ہے

اور ماتحت مجالس کے ارکان کی تعداد حسب ضرورت مقرر کی گئی ہے۔ ارکان کے لئے شرعی علم۔ خوش اخلاقی اور خوش اطواری لازمی قرار دی گئی ہے ہر مجلس کے ماتحت ایک مسلح جماعت ہوگی۔ جو اس کے احکام نافذ کرے گی اس مجلس کی طرف سے مندرجہ ذیل احکام نافذ ہوئے ہیں۔ جن کی پابندی ہر حجازی کے لئے لازمی ہوگی :-

(۱) اذان سنتے ہی دوکاندار اور بازار کے لوگ مسجد کی طرف روانہ ہو جائیں نماز میں تاخیر مستوجب سزائے شرعی ہوگی؛

(۲) کسی کے مذہب کو گالی دینا یا مذمت کرنا اور غیر اللہ کی قسم کھانا مستوجب سزائے شرعی ہوگا؛

(۳) لہو لعب پر جمع ہونا ممنوع ہے؛

(۴) مسکرات کا استعمال ہر شکل میں ممنوع ہے استعمال کرنے والے کو شرعی سزا دی جائے گی؛

(۵) ڈاڑھی منڈانا شرعاً ممنوع ہے۔ حجام کو سزا دی جائے گی اور اس کی دکان بند کر دی جائے گی؛

(۶) تمباکو پینا ممنوع ہے۔ تمباکو نوش کو پہلے سمجھایا جائے گا پھر سزا دی جائے گی؛

(۷) میت پر نوحہ ممنوع ہے؛

(۸) دفن کے بعد تعزیت کے لئے جو جلسے ہوتے ہیں ممنوع ہیں؛

(۹) تقریبوں پر عورتوں اور مردوں کا یکجا جمع ہونا ممنوع ہے؛

(۱۰) فال کھولنا اور اس قسم کے دوسرے خرافات ممنوع ہیں؛

(۱۱) مردوں کے لئے سونے چاندی کے زیور پہننا اور خالص ریشمی کپڑے پہننا ممنوع ہے جن صورتوں میں شریعت نے اجازت دی ہے۔ وہ اس سے مستثنیٰ ہیں؛

(۱۲) غسل اور وضو کے مقامات میں ستر کھولنا ممنوع ہے؛

(۱۳) سود کی تمام صورتیں ممنوع ہیں؛

(۱۴) دکانداروں کو دھوکے سے قطعی اجتناب کرنا چاہیئے۔

(۱۵) عورتوں کے لئے آرائش کرکے اور عطر لگا کے باہر نکلنا یا مردوں کے ہجوم میں گھسنا یا رات کو گھر سے باہر جانا ممنوع ہے الا اس صورت میں کہ کوئی ضرورت ہو اور محرم ساتھ ہو؛

(۱۶) مطوف و مزدور حاجیوں کو مبتدعہ یعنی غیر مسنون دعائیں نہ پڑھائیں؛

(۱۷) عورتوں کے لئے زیارت قبور ممنوع ہے وہ صرف حجرہ شریفہ یعنے روضہ پاک حضور سرورِ دو جہاںؐ کی زیارت کر سکتی ہیں اور درود و سلام کی غرض سے۔

(۱۸) لوگوں کا غیر مشروع اذکار کے لئے مسجدوں۔ خانقاہوں یا گھروں میں جمع ہونا ممنوع ہے؛ ہر محلہ کا چودھری اپنے محلہ میں منکرات کے انسداد کا ذمہ وار ہوگا۔ اگر مجلس کو معلوم ہوگا۔ کہ وہ چشم پوشی کر رہا ہے تو اُسے بھی شریک جرم قرار دیا جائے گا۔ مسلح جماعتوں کو سختی سے حکم دیا گیا ہے کہ وہ احکام کے نفاذ میں سستی سے کام نہ لیں؛

انتظامات آسائش حجاج

حفظان صحت اور امور عامہ یعنی تعمیرات کے انتظامات ایک طرف تو عام ملکی اصلاحات کا منظر پیش کر رہے ہیں اور حجاز کی مرکزی حیثیت کے اعتبار سے دوسری جانب حاجیوں کی آسائش کے انتظامات کا مرقع ہیں لہٰذا میں ان تمام انتظامات کو جداگانہ عنوانوں کے ماتحت بیان کرنے کے بجائے انتظامات حج ہی کے سلسلے میں پیش کرتا ہوں؛

سلطان ابن سعود تنظیم حج کو ایک خاص شکل و نہج پر لانے کے لئے بڑے مضطرب ہیں۔ اور یہ مسئلہ ان کے افکار سے کبھی باہر نہیں ہوتا اس لئے کہ ولایت حجاز کا مقدم ترین فریضہ یہی ہے کہ بیت اللہ الحرام کے زائرین کے لئے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کی جائیں۔ یہ کام آسان نہیں۔ اور بہت سے صرف زر کا محتاج ہے اس لئے کہ کم و بیش ڈھائی تین لاکھ انسانوں کی راحتوں اور آسائشوں کا کام ہے سلطان نے اس کے لئے ماہر اور واقفکار اشخاص کی ایک کمیٹی بنا دی ہے اور یہ کمیٹی رات دن اپنے کام میں مصروف رہتی ہے۔ حجاج کی آسائش کے تمام انتظامات اس کمیٹی کی سفارشات کے مطابق معرض عمل میں آرہے ہیں؛

انتظامات عمومی

سب سے پہلے انتظامات عمومی کو لیجئے۔ گرمیوں کے موسم میں حجاج کو دھوپ کی وجہ سے بے حد تکلیف ہوتی ہے اور گزشتہ سال جو موتیں ہوئیں وہ بھی دھوپ کی شدت کے باعث ہوئیں سلطان نے حکم دیدیا ہے کہ مکہ معظمہ اور عرفات کے درمیان ہر میل پر ایک وسیع سائبان (مظلہ) بن جائے جس کے نیچے کثیر التعداد آدمی ٹھہر سکیں اور آرام کر سکیں۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ مکہ معظمہ سے عرفات

جانے والے لوگ ہر میل پر حسب خواہش آرام کر سکیں گے۔ ہر سائبان کے وسط میں ایک کنواں اور پانی کا ایک حوض ہوگا۔ اور وہاں دو تین سرکاری آدمی موجود رہیں گے تاکہ حجاج کے لئے پانی بہم پہنچاتے رہیں۔ نیز ہر سائبان میں محکمہ حفظان صحت کے دو تین آدمی موجود رہیں گے تاکہ اگر کسی حاجی کو کوئی تکلیف ہو تو فوراً اس کا علاج کریں۔ اس انتظام کی تکمیل انشاءاللہ آئندہ حج تک ہو جائے گی۔ اور حاجیوں کو ہر میل پر ہر قسم کی راحت میسر آسکے گی؛

مطوفوں کے امتیازی نشان

پچھلی مرتبہ ایک تکلیف یہ ہوئی تھی کہ حاجی اپنے مطوفوں سے بچھڑ گئے اور پھر ان سے نہ مل سکے اس وجہ سے انہیں دھوپ کی مصیبت برداشت کرنی پڑی اب کے حکم دیدیا گیا ہے کہ منیٰ اور عرفات میں ہر مطوف کے خیمے پر اس کے حاجیوں کی زبان میں ایک تختی لکھ کر لگا دی جائے۔ تاکہ جب کوئی حاجی مطوف سے علیحدہ ہو تو اسے خیمے تک واپس پہنچنے میں کوئی پریشانی نہ ہو۔ رات کے وقت ہر مطوف کے خیمے پر سرخ قندیل روشن رہے گی تاکہ حاجی آسانی کے ساتھ مطوفوں کے خیمے پہچان سکیں اور اپنے مطوف کا پتہ لے سکیں حکومت کے آدمی بھی بھولے بھٹکے حاجیوں کو منازل مقصود تک پہنچانے کے لئے رات دن گشت کرتے رہیں گے؛

عرفات کا نیا رستہ

اب تک مکہ اور عرفات کے درمیان صرف ایک راستہ تھا۔ اور اس سے آنے جانے میں ہجوم کے وقت بہت تکلیف ہوتی تھی علی الخصوص جب سے موٹریں چلنے لگی ہیں۔ تکلیف بہت بڑھ گئی ہے۔ اس لئے کہ اونٹ موٹر سے ڈرتے تھے اور اس طرح سواریاں گر پڑتی تھیں۔ پچھلی مرتبہ سلطان نے مکہ اور عرفات کے درمیان موٹر چلانا بالکل بند کر دیا تھا! اب کے مکہ سے عرفات تک ایک نیا رستہ نکالا گیا ہے اس میں ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ بھیڑ کم ہو جائے گی۔ دوسرے موٹروں کے ذریعہ سے سفر کرنے والوں کے رستے الگ الگ ہو جائیں گے اور پچھلے سال جو مصیبت پیش آئی تھی اس کا بالکلیہ خاتمہ ہو جائے گا۔ جمرات (کنکریاں پھینکنے کی جگہیں منیٰ میں ہیں۔ چونکہ ان کے گرد و پیش مکان بن گئے تھے اس لئے کنکریاں پھینکنے والوں کو بہت دقت ہوتی تھی۔ سلطان نے تمام مکانات خرید کر گروا دیئے ہیں اور جمرات کا رستہ بہت کھل گیا ہے اب اس باب میں کوئی دقت پیش نہ آئے گی؛

پانی کا مسئلہ

حجاج کے لئے پانی کا مسئلہ بہت اہم ہے۔ پچھلے سال پانی کی کمی نہ تھی صرف اس کی تقسیم میں دقتیں پیش آتی رہیں۔ اب منیٰ میں ایک بہت بڑا پمپ لگا دیا گیا ہے جس کے ذریعہ سے ہر جگہ بہ آسانی پانی پہنچ سکیگا اور کوئی تکلیف نہ ہوگی منیٰ میں اس وقت ایک ٹیوب ویل کا انتظام بھی ہو رہا ہے۔ اور فیصلہ کیا جاچکا ہے کہ عرفات میں بھی اسی طرح ایک ٹیوب ویل بن جائے۔ منیٰ میں کم بیش تیس پرانے کنوئیں بے توجہی کے باعث مٹی سے بھر گئے تھے۔ اور اب کسی کو ان کے وجود کا بھی علم نہ تھا۔ ٹیوب ویل کا کام شروع کرنے کے دوران میں انجینیروں کو بعض کنوؤں کا پتہ چل گیا۔ اس کے بعد عام تحقیقات شروع کردی گئی اور تیس کے قریب کنوئیں نکلے۔ انہیں بالکل صاف کر دیا گیا ہے یہ کنوئیں جانوروں کو پانی پلانے کے لئے استعمال ہوں گے ؛

پانی صاف کرنے کی مشینیں

جدہ اور مکہ کے درمیان پانی کافی ہے۔ جدہ میں پہلے پانی صاف کرنے کی صرف ایک مشین تھی۔ اور وہ پانی بھی کم صاف کرتی تھی۔ اب سلطان نے پہلی مشین کی مرمت کے علاوہ ایک نئی مشین منگالی ہے۔ اور دونوں مشینوں کے ذریعہ سے روزانہ تین سو ٹن سمندر کا پانی صاف ہو سکے گا اور یہ پانی سارے شہر اور تمام حجاج کے لئے بوجہ احسن کافی ہو سکے گا ؛

نہر زبیدہ

نہر زبیدہ سب سے قیمتی اور بہترین ذخیرہ آب ہے۔ اس لئے اس کی حفاظت پر سلطان نے خاص توجہ مبذول فرما رکھی ہے۔ چنانچہ ۱۹۲۶ء میں سولہ ہزار مجیدی خاص اپنی جیب سے خرچ کرکے اسے صاف کرایا تھا۔ اس نہر کا بیشتر حصہ زمین دوز ہے لیکن کچھ حصہ کھلا ہوا بھی ہے مثلاً وادی عرفات کا حصہ۔ لوگ اس حصہ میں میلے کپڑے دھوتے ہیں اور نہاتے ہیں۔ اس وجہ سے پانی غلیظ اور گندا ہو جاتا ہے۔ سلطان نے حکم دیدیا ہے کہ عرفات میں ایک بڑا تالاب بنایا جائے۔ اور اس تالاب پر پانی صاف کرنے کی مشین لگائی جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عرفات سے پانی صاف ہو کر مکہ معظمہ آئے گا جس سے عام باشندوں اور حاجیوں کی آدھی بیماریاں دُور ہو جائیں گی ؛

راستے

راستوں کا مسئلہ بھی کچھ کم اہم نہیں جدہ اور مکہ کا راستہ بعض مقامات سے خراب ہی اگرچہ اس پر موٹریں چلتی رہی ہیں۔ سلطان نے اس مرتبہ نجد جانے سے پیشتر حکم دیدیا تھا کہ ایک اعلیٰ درجے کی پختہ سڑک کا کام شروع کر دیا جائے چنانچہ انجینیروں کی ایک جماعت سلیمان شفیق پاشا کی ریاست میں یہ کام انجام دے رہی ہے۔ اور آئندہ حج تک جدہ سے لے کر ۱/۲ حصہ بالکل طیار ہو جائے گا بقیہ حصہ انشاء اللہ اگلے سال مکمل ہو جائیگا۔ یہ سڑک جدہ سے لے کر عرفات تک جائے گی۔ بعدازاں دوسرے مقامات تک سڑکیں بنیں گی۔ مثلاً

مکہ سے طائف تک مکہ سے مدینہ تک مدینہ سے ینبوع تک

لیکن موجودہ حالت میں بھی تمام راستے اتنے صاف ہو گئے ہیں کہ موٹریں بہ آسانی چل سکیں چنانچہ مکہ اور جدہ سے مدینہ تک موٹریں جاتی ہیں۔ مدینہ سے ینبوع تک بھی موٹریں چلنے لگی ہیں اور یہ راستہ پانچ گھنٹے میں طے ہو سکتا ہے ان راستوں کی صفائی کا سلطان نے یہ انتظام کیا تھا کہ مختلف قبائل کو اپنے اپنے علاقہ کے راستوں کی صفائی کا ذمہ دار بنا دیا تھا۔ اور باقاعدہ پختہ سڑکوں کے بننے تک ان راستوں کو صاف رکھنے کے بھی قبائل ہی ذمہ دار ہیں۔

اشیائے خورد و نوش

اشیائے خورد و نوش کے متعلق مجھے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ ان کے متعلق کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ حجاز میں کھانے پینے کی تمام چیزیں ارزاں ہیں اور حج کے موقع پر ارزاں رہتی ہیں حکومت کی طرف سے نرخ مقرر ہیں اور انتظامات حج کی کمیٹی کا فرض ہے کہ وہ دکانداروں کی نگرانی کرے تاکہ وہ مقررہ نرخ کی خلاف ورزی نکریں۔

مطوفین

گذشتہ سال حاجیوں نے مطوفین کی بہت سی شکائتیں کیں، مجھے یہ تسلیم کرنے میں عذر نہیں کہ بعض شکایات بجا تھیں۔ سلطان نے اس مرتبہ مطوفین کی شدید نگرانی کا انتظام کیا ہے۔ جس مطوف کی شکایت ہوگی اسے شکایت کے اثبات پر بہت سخت سزا دی جائے گی اور زمرہ مطوفین سے بھی خارج کر دیا جائیگا۔ اس مرتبہ بھی بعض مطوفین کو قید کی سزائیں دی گئیں اور بعض سے مطوفی چھین لی گئی۔ حجاز میں ہر وقت

شکایت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اس کے لئے عام متمدن حکومتوں کی طرح شکائت نامہ باقاعدہ لکھوانے اور اس پر فیس کورٹ لگانے کی حاجت نہیں۔ بلکہ متعلقہ افسر سے کہہ دینا کافی ہے اور اس کا فوراً انتظام ہو جائے گا۔ میں تمام اخبارات اور قارئین جرائد سے درخوست کرتا ہوں کہ وہ ہر مسلمان تک یہ خبر پہنچا دیں کہ حکومت حجاز کے پاس ضروری شکائت لے جانے میں انہیں کوئی تامل یا خوف نہیں ہونا چاہیئے شکایت ہوتے ہی اس کی تلافی کا انتظام ہو جائے گا۔

حفظانِ صحت

سلطان ابن سعود سے پیشتر حفظان صحت کا کوئی انتظام نہ تھا بلکہ حجاز میں نہ کوئی باقاعدہ طبی محکمہ تھا اور نہ ہسپتال تھے۔ ترکوں نے دو ایک دواخانے بنائے تھے۔ مگر وہ بھی شریف حسین کی بدنظمی کے زمانے میں تباہ ہو گئے تھے۔ سلطان نے اس محکمہ پر خاص توجہ مبذول فرمائی ہے اور اسے قابل ڈاکٹروں کے زیر اہتمام اعلےٰ پیمانے پر پہنچانے کے انتظامات شروع کر دیئے ہیں۔ طائف، جدہ، مکہ، مدینہ، ینبوع اور دوسرے بڑے بڑے مقامات پر شفا خانے بن گئے ہیں۔ دوائیں تازہ ترین منگائی جاتی ہیں۔ حاجیوں کے لئے خاص ڈاکٹروں کا انتظام کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں یہ امر بھی ملحوظ رکھا گیا ہے کہ جہاں جہاں سے بکثرت حاجی آتے ہیں ان ممالک سے دو دو تین تین ڈاکٹر بلائے جائیں تاکہ حاجیوں کو بوجہ اجنبیت و ناواقفیت زبان تکالیف بیان کرنے میں دقت نہ ہو چنانچہ اس وقت تک مصر اور ہندوستان سے تین تین ڈاکٹر بلائے جا چکے ہیں اور اس باب میں مزید انتظامات بڑے اعلےٰ پیمانے پر جاری ہیں۔

ادارہ بیطاری

سلطان نے جدہ میں بیطاری کا ایک انسٹی ٹیوٹ قائم کر دیا ہے جس کا افسر اعلےٰ ہالینڈ کا ایک ڈاکٹر ہے۔ اس کے ساتھ دو سال کا معاہدہ ہوا ہے۔ حکومت نے ایک قابل حجازی ڈاکٹر کو اس کے ساتھ لگا دیا ہے تاکہ دو سال کے اندر اندر کام سیکھ کر وہ خود انسٹی ٹیوٹ کو سنبھال لے یہاں چیچک کے ٹیکے۔ نیز ہیضے اور دوسرے امراض کے ٹیکوں کا انتظام بھی ہوگا۔ اس انسٹی ٹیوٹ کے لئے یورپ سے تمام ضروری آلات و سامان جدید جدہ پہنچ گیا ہے۔

اصلاحات حرم

مسجد الحرام کی اصلاحات کے سلسلے میں سب سے پہلی تجویز یہ ہے کہ اسے وسیع کیا جائے۔ مسجد کا

موجودہ احاطہ بہت وسیع ہے۔ اور عام اندازہ کے مطابق اس میں ایک لاکھ آدمی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ لیکن حج کے موقع پر چونکہ مکہ معظمہ میں پانچ چھ لاکھ آدمی کا اجتماع ہو جاتا ہے۔ اس لئے نمازیوں کو بڑی دقتیں پیش آتی ہیں۔ حکومت نے "باب الزیادہ" کی سمت میں متعدد مکانات خرید لئے ہیں۔ جنھیں توڑ کر شامل حرم کر دیا جائے گا۔ اور اس طرح احاطہ میں کافی توسیع ہو جائے گی۔ دوسری ضروری تجویز یہ ہے کہ حرم کے گرد وپیش کے ان تمام مکانات کو خرید کر گرا دیا جائے جو اس مقدس مقام کے حسن منظر اور رونق وعظمت کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ تیسری تجویز یہ ہے کہ مسجد مبارک کے دالانوں کے سامنے پتلے پتلے آہنی ستون کھڑے کر کے ایک اچھے شامیانے کا انتظام کر دیا جائے۔ جو دن کے وقت لگا رہے اور شام کو اٹھا دیا جائے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ دن کے وقت دالان دھوپ سے محفوظ رہیں گے اور ان میں کم وبیش پچیس ہزار آدمی آرام کر سکیں گے شام کے وقت شامیانے کو اٹھا دینے سے ہوا بند ہو جانے کی شکائت کا موقع نہ آئے گا۔ چوتھی تجویز یہ ہے کہ حرم کے سارے صحن میں سیمنٹ کا فرش لگوا دیا جائے۔ اب تک دالانوں اور مطاف کے درمیانی حصہ میں سنگریزے بچھے ہوئے ہیں جن سے نمازیوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ افسوس کہ مسجد الحرام کی طرف سے یہ بے توجہی صدیوں تک جاری رہی۔ سلطان نے سنگریزے اٹھوا کر سارا فرش سیمنٹ کا بنوا دینے کے متعلق فیصلہ فرما دیا ہے۔ اور سیمنٹ بچھانے کے لئے مشین بھی منگوائی ہے۔ امید ہے کہ آئندہ حج تک یہ انتظام بھی پورا ہو جائے گا۔

یہ تو حرم کی تعمیری اصلاحات تھیں۔ انتظامی اصلاحات بھی کچھ کم قابل ذکر نہیں ہیں۔ مثلاً حرم کے موجودہ خادموں کی تعداد میں کمی، ائمہ کی تعداد میں کمی۔ امامت کی اجرت کے متعلق استفتاء صفائی کے انتظام کی تحسین۔ اور اس کے لئے فراشوں کی تنخواہ میں اضافہ۔ مکبّروں کی تعداد میں کمی۔ حرم کے تمام دروازوں کے لئے دربانوں کا انتظام مسجد کو مسافر خانہ بنانے سے روکنے کے انتظامات۔ نگرانی کے لئے مفتش کا تقرر مجلس "ادارۃ الحرم" کا قیام، خادموں، اماموں اور مکبّروں کی تعداد چونکہ بہت زیادہ تھی۔ اور اکثر بالکل بلا ضرورت وظیفے کھا رہے تھے اس لئے ان کی تعداد میں مناسب تخفیف کر دی ہے۔

چاہ زمزم

چاہ زمزم پر پہلے ایک سبیل تھی۔ سلطان نے گزشتہ سال ایک اور سبیل بنوادی لیکن سابقہ حج پر معلوم ہوا کہ ایسی دس سبیلیں بھی حجاج کی آسائش کے لئے کافی نہیں ہوسکتیں۔ لہٰذا سلطان نے انجینیروں کے ذریعہ سے زمزم پر مشین لگوادی ہے۔ اور حرم کے ہر حصہ میں نلکے لگوادیئے ہیں۔ اب ہر جگہ پانی مہیا رہتا ہے۔ حاجی جس وقت چاہیں نلکے سے پانی پی سکتے ہیں؛

فرش اور روشنی

حرم شریف کی روشنی اور فرش کا انتظام بھی سلطان کے پیش نظر تھا۔ مگر رنگون کے مشہور تاجر اسماعیل صاحب آیٹا اس مقدس خدمت کے لئے آگے بڑھے اور یہ سارا انتظام اپنے ذمے لے لیا۔ اسماعیل صاحب فرش کا پورا سامان بمبئی سے علوی جہاز پر بھیج چکے ہیں جو چند روز میں حجاز پہنچ جائیگا۔ اور روشنی کے لئے بجلی کی دو مشینیں جدہ پہنچ گئی ہوں گی؛

ورکشاپ

جدہ میں ایک ورکشاپ کے قیام کی منظوری بھی ہوچکی ہے۔ اور یورپ کے دو ماہرین میکانیکی کو چند سال کے لئے ملازم رکھنے کا بندوبست کیا جارہا ہے۔ تاکہ حجازی ان کی نگرانی میں کام سیکھ لیں اور بعد ازاں خود اس ورکشاپ کو چلاسکیں۔ ایک جماعت ہندوستانی کاریگروں کی بھی پہنچ چکی ہے؛

آلات زراعت

زراعت کو ترقی دینے کی غرض سے سلطان نے فرمان صادر کردیا ہے کہ باہر سے جو شخص آلات زراعت منگائے اس سے چنگی کا کوئی محصول نہ لیا جائے۔ چنانچہ پمپوں، مشینوں اور دیگر آلات کشاورزی پر محصول بالکل معاف ہے؛

بندرگاہ جدہ

بندرگاہ جدہ کی حالت بہت ردی تھی۔ ترکوں نے اپنے زمانے میں جو کچھ بنادیا تھا حسین اسکی مرمت بھی نہ کرسکا۔ اب سلطان کے حکم سے بندرگاہ جدہ بالکل جدید وضع پر بن رہی ہے۔ بہت بڑا حصہ بن چکا ہے۔ انشاء اللہ اس مرتبہ حجاج کو اترنے اور سامان اتارنے میں کوئی تکلیف نہ ہوگی؛

پارچہ بافی کا کارخانہ

غلاف کعبہ کی طیاری کے ضمن میں مکہ معظمہ کے اندر پارچہ بافی کے لئے ایک نہائت عمدہ کارخانہ قائم ہوگیا ہے۔ جو اپنی نوعیت کا پہلا کارخانہ ہے۔ اس کے لئے ہندوستان سے متعدد کاریگر اور صناع حجاز بلائے گئے۔ امسال وہ صرف غلاف طیار کریں گے۔ لیکن اس کے بعد عام پارچہ بافی شروع کردیں گے۔ سلطان کا ارادہ ہے کہ حجاز کے کاریگروں کو ان کے ساتھ لگادیں تاکہ وہ جلد ہر قسم کی پارچہ بافی سیکھ جائیں بعد ازاں مدینہ منورہ، جدہ، ریاض وغیرہ بڑے بڑے بلاد میں ایسے ہی کارخانے قائم کردیئے جائیں۔

لاسکی تار اور ٹیلیفون

ترکوں کے زمانے میں جدہ و مکہ اور مکہ و طائف کے مابین ٹیلیفون اور تار کا انتظام تھا۔ لیکن شریف کے زمانے میں وہ انتظام خراب ہوگیا۔ مدینہ اور جدہ میں لاسکی کے مراکز تھے۔ سلطان ابن سعود نے گزشتہ دو سال میں تار اور ٹیلیفون کا پرانا نظام درست کردیا ہے۔ نیز ٹیلیفون کا سلسلہ مکہ معظمہ اور جدہ کے مابین ڈبل ہوگیا ہے۔ تاکہ کسی کو گفتگو کرنے میں دقت نہ ہو۔ نیز ریاض، مدینہ، مکہ، جدہ، ینبوع، رابغ، الوجہ، لیت اور قنفذہ میں لاسکی کے مراکز قائم ہو رہے ہیں۔ ڈاک اور تار کی فیس پہلے سے نصف کردی گئی ہے۔ تاکہ لوگ زیادہ آسانی کے ساتھ اس سے فائدہ اٹھاسکیں۔

موٹریں

سلطان کے ورود حجاز سے پیشتر وہاں صرف پانچ موٹریں تھیں۔ جو شریف حسین کی ملکیت تھیں۔ بہت موٹروں کی تعداد ڈھائی ہزار سے متجاوز ہے۔ مختلف کمپنیاں موٹریں چلا رہی ہیں۔ اور مندرجہ ذیل مقامات کے مابین موٹروں کا سلسلہ جاری ہے:۔

جدہ	سے	مکہ
مکہ	سے	طائف
مکہ	سے	رابغ
جدہ	سے	رابغ
رابغ	سے	مدینہ
مدینہ	سے	ینبوع

مکہ سے ریاض

شرکت سعودی کے بن جانے سے موٹروں کے سلسلے کو بہت تقویت پہنچتی ہے۔

حجاز ریلوے

سلطان کی سب سے بڑی آرزو یہ ہے کہ حجاز ریلوے کو ملک کے ہر حصے میں پھیلا دیں۔ لیکن افسوس کہ ابھی تک یہ ریل بین الاقوامی اُلجھنوں سے آزاد نہیں ہوئی۔ سلطان ساری لائن کا مطالبہ کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ عالم اسلام کا ایک وقف تھا۔ اس لئے اسے حکومت حجاز کے قبضے میں آنا چاہئے۔ لیکن شریف حسین کی بغاوت سے انگریز اور فرانسیسی اس کے بعض حصوں پر قابض ہو چکے ہیں اور ابھی تک اپنے مقبوضہ حصے چھوڑنے پر رضامند نہیں ہوئے۔ تو کم ازکم حجاز کے علاقہ کا حصہ ضرور سلطان کے قبضے میں رہے گا اور بعد فیصلہ اس میں بہت جلد توسیع ہو جائے گی۔

ہندوستانی مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس مسئلہ میں سلطان کے ہمراہ ہو کر حکومت برطانیہ کو آگاہ کریں کہ حجاز ریلوے کے جس قدر حلقوں پر وہ قابض ہے اُسکو فوراً چھوڑ دے۔

مشکلات

سلطان چاہتے ہیں کہ حجاز بہت جلد اعلےٰ پیمانے پر پہنچ جائے مگر افسوس کہ ماہرین فن کی قلت اور روپیہ کی کمی کے باعث وہ اپنے ارادوں کو جلد پورا نہیں کر سکتے۔ تاہم ہر قسم کا کام شروع ہے، ہر شعبہ میں اصلاح جاری ہے، ہر نوع کی ترقیات کے لئے سعی ہو رہی ہے۔ اور ہویدا ہیں۔ مگر ابھی چند سال کے انتظار کی ضرورت ہے۔ سلطان کی خواہش ہے کہ زراعت کو بھی خاص ترقی دیں اس کام کے لئے بھی وہ آدمیوں کی تلاش میں ہیں۔ جدہ میں اور جدہ سے مکہ کے راستے میں نیز عرفات و منیٰ میں بڑے بڑے ہوٹل قائم کرنے کی کوششیں بھی ہو رہی ہیں۔ تاکہ حاجیوں کو ہر وقت ہر مقام پر پکا پکایا کھانا ملے اور انھیں کوئی تکلیف نہ ہو۔

خاتمہ کلام

یہ دو سال کے کارناموں کا مجمل سا مرقع ہے۔ انصاف سے بتائیے کہ کیا کوئی حکومت اتنی قلیل سی مدت میں ایسا عظیم الشان کام انجام دے سکتی ہے؟ اور وہ بھی اس حالت میں کہ اس کے پاس نہ کوئی ماہر فن آدمی ہے۔ نہ روپیہ ہے، نہ ضروری سامان ہے پھر یہ احتیاط بھی لازمی ہے کہ کسی غیر مسلم سے

حتی الامکان استعانت و استمداد نہ لی جائے۔ اللہ تعالیٰ سلطان ابن سعود کی عمر اور صحت میں برکت دے۔ اسلام کے اس مایہ ناز فرزند نے دو سال کے اندر مرکز اسلام کی جو عظیم الشان خدمتیں انجام دی ہیں وہ ساری دنیائے اسلام کے لئے باعث صد ممنونیت و تشکر ہیں۔ خدا ان خدمتوں کا دائرہ ہر روز وسیع کرے اور اس مبارک ہستی کا حامی و ناصر ہو جس کی ذات سرچشمہ اسلام کے لئے اتنی بڑی اور لامتناہی برکات کا ذریعہ ثابت ہوئی ہے ع

ویرحم اللہ عبداً قال اٰمینا

آخر میں اتنا اور عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ان میں سے اکثر اصلاحات کا میں عینی شاہد ہوں ہندوستان کے جرائد میں سے ان اصلاحات کا خاکہ "الہلال" کلکتہ کی ایک اشاعت اور روزنامہ "انقلاب" لاہور کی متعدد اشاعتوں میں چھپ چکا ہے۔ اس رسالے کی ترتیب کے وقت "انقلاب" بھی خاص طور پر میری پیش نظر رہا۔

خاکسار

اسماعیل الغزنوی (کان اللہ لہ)

امرتسر

الھند

مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۲۸ء

شعلۂ نافردہ

(از زمیندار)

اب بھی ہے اسلامیوں کے سر میں سودائے جہاد — اس انگیٹھی میں دہکتے ہیں کچھ انگارے ابھی

کہہ دو فیصل[1] سے کہ گرمایا اگر ابن سعود — بل نکل جائیں گے تکلے کی طرح سارے ابھی

سبز جھنڈا[2] ہاتھ میں لے کر رسول اللہ کا — ہونے والے ہیں مسلماں عرش کے تارے ابھی

کربلا کو اک نئے ہنگامہ کا ہے انتظار — اور بھی چھوٹیں گے اس میں خوں کے فوارے ابھی

اے تفرج تیری خوشیاں ساری قبل از وقت ہیں

زندہ ہیں توحید اور سنت کے گہوارے ابھی

ذخیرہ کتب:۔
محمد احمد ترازی

[1] فیصل ملک عراق۔

[2] حجاز و نجد کا قومی جھنڈا سبز ہے جس پر کلمہ شریف سفید لکھا ہوا ہے۔

حجاج کی سہولت کیلئے نائب جلالۃ الملک کا جذبہ

یہ تکلیف عرصہ سے محسوس کیجارہی تھی کہ جو سڑک حرم شریف سے منیٰ کو جاتی ہے وہ تنگ ہے اس لئے حجاج کو اس پر سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ امسال اس کو وسیع کرنے کا فرمان صادر ہوا راستہ میں شریف حسین کا شاہی محل تھا جس میں نائب جلالۃ الملک ہزہائی نس امیر فیصل المحترم گورنر حجاز (خلف الرشید جلالۃ الملک عظمۃ السلطان عبدالعزیز بن سعود ایدہم اللہ تعالے) کا قیام ہے اسکے سامنے حفاظتی دستے اور ملاقات کرنے والوں کے لئے ایک بہت بڑا چبوترہ اور سیڑھیاں تھیں۔ مکہ معظمہ کی تازہ ترین چیزوں سے معلوم ہوا ہے کہ اب نائب جلالۃ الملک کے فرمان سے ان کے شاہی محل کی سیڑھیاں اور چبوترہ گرادیا گیا اور ایک طرف نہائت معمولی سیڑھیاں جدید بنوادی گئیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء عنا وعن جمیع المسلمین۔

خاکسار

اسماعیل الغزنوی

ذخیرہ کتب:۔

محمد احمد ترازی